اسلام میں حج وعبادات

مولانا سید مختار حسین جعفری

مفروضہ آسمانی ادیان میں سے اسلام ہی وہ واحد دین ہے جو خدا کا پسندیدہ ہے، جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہو رہا ہے،'' انّ الدّین عنداللّٰہ الاسلام ۱'' دین اللہ کے نزدیک بس اسلام ہے۔ یعنی خدا وند متعال ، انسان کے لئے دستور حیات اور اس کی زندگی کے لائحہ عمل کے طور پر صرف دین اسلام کو قبولیت کی سند دیتا ہے ۔ اسلام کو چھوڑ کر کسی بھی دوسرے دین کو اگر اختیار کیا جائے گا تو وہ اسے قبول نہیں کرے گا ، چنانچہ ارشاد ہو رہا ہے'' وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۲'' جو شخص اسلام کو چھوڑ کر کسی اور دین کو اختیار کرے گا تو اس کا وہ دین ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور اس کا شمار آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا ۔

خدا نے اپنے اس پسندیدہ دین یعنی اسلام میں انسان کی سعادت خوش بختی اور اس کے لئے زندگی بسر کرنے کی خاطر تین طرح کے پروگرام رکھے ہیں، اصول ، فروع اور اخلاقیات ، یہ بات قابل ذکر ہے کہ انسان کی زندگی میں جتنی اہمیت اصول وفروع کی ہے اتنی ہی یا اس سے زیادہ اہمیت اخلاقیات کی ہے۔ اور اس چیز کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ اسلام ہی خدا کا پسندیدہ دین ہے ۔ اور ابتدائے خلقت سے صبح قیامت تک اللہ کی طرف سے یہی دین مختلف ناموں اور مختلف پروگراموں کے ساتھ اس کائنات میں انسانوں کی دنیا وآخرت کو سدھارنے اور سنوارنے کا کام کرتا رہا ہے۔ یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ انسان کے لئے اس دنیا میں رہ کر اس کی آخرت سنوارنے کے لئے اسلام سے بہتر اور جامع نظام حیات نہ کبھی دنیا میں آیا ہے اور نہ قیامت تک آئے گا ۔

تنقیح بحث

بحث کا عنوان ہے اسلام میں حج وعبادت ۔یہ موضوع حج اور عبادت دو مفاہیم پر مشتمل ہے، جس میں پہلے مفہوم کا تعلق اسلام کے فروع سے ہے اور فروعات اسلام میں حج کا تیسرا مقام ہے ۔

لسان قدرت سے اس لفظ کا اظہار اس وقت ہوا جب رب کریم نے حضرت ابراہیمؑ کو یہ حکم دیا کہ'' و اذّن فی النّاس با لحجّ یأ توک رجالاً وّ علیٰ کلّ ضامرٍ یّا تین من کلّ فجٍّ عمیق '' ۳

اے ابراہیم! لوگوں کو حج کی دعوت دو ، اور ہاں یہ مت سوچنا کہ تمہاری یہ آواز مکہ کی پہاڑیوں کے درمیان مقید ہو کر رہ جائے گی بلکہ یہ آواز دنیا کے کانوں تک پہونچے گی اور لوگ تمہاری آواز پر لبیک کہیں گے اور ہر گھاٹی سے نمودار ہو کر حج کے مراسم کو انجام دیں گے۔ چنانچہ اس دور سے لے کر آج تک ہر سال بڑی تعداد میں لوگوں کا حج کے مراسم کو انجام دینے کے لئے خانۂ خدا کا قصد کرنا ، جہاں دین اسلام کی شان و شوکت کا مظہر ہے وہیں یہ بات بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ یہ ایک قدیمی رسم ہے جو صدیوں سے چلی آرہی ہے اور چونکہ اسلام کا جزو ہے تو ماننا پڑے گا کہ اسلام بھی قدیمی دین ہے۔

ربّ کریم نے امّت محمدیہ پر جب حج کو واجب کرنا چاہا تو ارشاد فرمایا، ''و للّٰہ علی النّاس حجّ البیت من استطاع الیہ سبیلا'' ۴ اس آیہ کریمہ میں حج کو واجب تو کیا گیا ہے مگر صرف ان لوگوں پر جو خانہ خدا تک پہونچنے کی مالی اور بدنی استطاعت رکھتے ہوں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام صحت وسلامتی اور مال و ثروت کو اہمیت دیتا ہے اور وہ انسان کو ہر حال میں خدا کا بندہ بنا کر رکھنا چاہتا ہے۔ چاہے وہ مال وثروت کا مالک ہو یا غربت و افلاس سے جھوجھ رہا ہو۔ ان میں سے کوئی بھی حالت اس کے بندۂ خدا بننے کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتی ہے اس لئے کہ بندہ بننے کا تعلق اس کے عقیدے، عمل اور اخلاقیات سے ہے۔

''عبادت کا مفہوم''

یہ ایک عام اور وسیع مفہوم ہے جس پر عمل آوری انسان کو خدا کا بندہ بنانے کا وہ واحد عنصر ہے جو قرآنی آیت کی روشنی میں ہر جن و انسان کا مقصد حیات ہے، ''وماخلقت الجنّ والانس الاّ لیعبدون'' ۵ ہم نے جنوں اور انسانوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔

حدیث میں ارشاد ہوتا ہے، ''اوّل ما خلق اللّٰہ العقل'' ۶ سب سے پہلے اللہ نے عقل کو پیدا کیا، اور عقل کی تعریف میں مولائے کائنات کا ارشاد ہے، ''العقل ما عبد بہ الرّحمن واکتسب بہ الجنان'' عقل وہ ہے کہ جس سے ''رحمٰن'' کی عبادت کی جاتی ہے اور جنت کا اکتساب کیا جاتا ہے۔

آیت اور حدیث کے تال میل سے یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ وہ عبادت کہ جو انسان کی

خلقت کا مقصد ہے اس کے لئے عقل کا ہونا ضروری ہے ۔ اور یہی وہ چیز ہے جو انسان کو دیگر مخلوقات سے ممتاز اور نمایاں مقام پر فائز کرتی ہے۔اور وہ اس طرح کہ اگر دیگر مخلوقات جیسے زمین آسمان ، چاند سورج،ستارے ، سیارے ، چرند ، پرند ، خشکی اور سمندر کی مخلوقات جو انسان سے ہٹ کر ہیں۔مختصر یہ کہ کائنات کی ہر چھوٹی بڑی چیز اگر طوعاً وّ کرہاً اور تکوینی و غیر اختیاری طور پر ، خداوند قدوس اور خالق ہستی کی اطاعت وفرمانبرداری اور عبادت میں محو و سرمست رہتی ہے اور ابتدا ، خلقت سے آخر تک کبھی بھی عبادت سے غفلت نہیں برتتی، ''و إن من شئٍ إلاّ یسبّح بحمده و لکن لاّ تفقهون تسبیحهم'' ۓ اور کائنات کی ہر چیز اللہ کی حمد کے بیان کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتی ہے،لیکن تم ان کی تسبیح نہیں سمجھ سکتے ۔تو انسان بھی اگر عقل کو کام میں لائے اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری کی خوکو اپنا کر چلے تو ہر آن اپنے آپ کوعبادت میں مصروف و مشغول رکھ سکتا ہے اور دوسری مخلوقات کے مقابلے میں اپنے ارادے و اختیار سے خالق ہستی کی عبادت میں زندگی کی ہر سانس گذار کے اپنے امتیاز کو نہ صرف برقرار رکھ سکتا ہے بلکہ مقام بندگی میں معراج کی منزلوں کوبھی چھوسکتا ہے۔

''عبادت کا دائرہ''

عبادت صرف چند اعمال کا نام نہیں ہے کہ انسان نماز پڑھ لے ، روزہ رکھ لے ، کچھ صدقہ و خیرات کردے ، کہیں کہیں مذہبی مراسم میں شریک ہو جائے ، یا تقریروں کے ذریعے دین اسلام کی تعریف کردے بلکہ اگر انسان خدا داد عقل کو استعمال کرے تو اس کی زندگی کا ہر لمحہ خدا کی عبادت کا مظہر بن سکتا ہے اور ایسا انسان مقصد کی تکمیل کی خاطر زندہ رہتا ہے اور مقصد ہی کی تکمیل کی راہ میں اپنی جان کی بازی لگا دیتا ہے۔ اس کے لئے انسان کو اپنے دل و دماغ میں یہ تصور بٹھانا پڑے گا کہ وہ خدا کا بندہ ہے اسی کی مخلوق ہے وہی روزی دینے والا ہے وہی اس کی موت وحیات کا مالک ہے اور اسے ہر کام خدا کی مرضی کے مطابق کرنا چاہئے۔اور کسی بھی حالت میں شریعت اسلام کے دامن کو نہیں چھوڑنا ہے۔ خواہ وہ دارالسلام میں ہو یا دارالحرب میں ، بلاد کفر میں ہو یا اسلامی ممالک میں، مسلمان دوستوں کی بزم میں ہو یا غیر مسلم سماج اور معاشرے میں زندگی بسر کررہا ہو ۔

سماج میں مقام و حیثیت کا مالک ہو یا فقیر اور بوریانشین ہو۔کالا ہو یا گورا ، پڑھا لکھا

ہو یا ان پڑھ اور نادان ، وہ ہر حال میں شریعت کے مطابق زندگی بسر کر کے اپنی خلقت کے مقصد کو عملی جامہ پہنا سکتا ہے۔ اس لیے کہ شریعت محمدی ﷺ سہل اور آسان ہے اور ساتھ ہی اس کا دائرہ کار وسیع اور فراگیر ہے۔ دنیا چاہے کتنی بھی ترقی کر جائے اور منظومہ شمسی کے کسی بھی سیارے پر جا کر بسنے لگے وہ اسلام اور شریعت کے دائرہ عمل سے باہر نہیں جا سکتی۔ ''الھی لایمکن الفرارمن حکومتک'' ۸؎ خدایا تیری حکومت سے فرار کرجانا ممکن نہیں ہے۔

''مظاہر عبادت''

چونکہ عبادت کا دائرہ عمل وسیع ہے تو ایک اعتبار سے اسلام میں عبادت کے طورطریقوں اور مظاہر ومصادیق کو محدود نہیں کیا جا سکتا۔ اگر محراب مساجد میں قیام وقعود وسجود و رکوع اور راز و نیاز کی صورت میں انجام دیا جانے والا عمل عبادت کہلاتا ہے تو اسلامی امت کے حقوق کی بازیابی کے لئے احتجاج ، کشور اسلامی کی سرحدوں کی حفاظت کے لئے ہتھیاروں سے لیس ہوکر دشمنوں کا مقابلہ کرنا، اسلام کی عزت وسربلندی کے لئے حج کے مراسم میں منیٰ وعرفات میں اورحتی طواف کے دوران بھی اسلام کے دیرینہ اورقسم خوردہ دشمنوں سے بیزاری ونفرت کا اظہار کر کے،کلمۂ لا الہ الاّ اللّٰہ کو اجتماعی عملی پیکر میں ڈھالنا بھی بہترین عبادت ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جہاں اسلام نے نماز روزے وغیرہ کوعبادت کا درجہ دیا ہے وہیں حج کو بھی ایک بہترین عبادت قرار دیا ہے جہاں انسان لاکھوں روپے خرچ کر کے سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے جاتا ہے تو وہاں وہ صلوٰۃ وتسبیح اور قیام وقعود اور رکوع وسجود میں ہی مصروف نہیں رہتا بلکہ حج کے پورے پانچ دنوں میں حج کے جزو کے طور پر جونماز واجب ہوتی ہے وہ چار رکعت ہے جونماز طواف کہلاتی ہے۔ حج کے دیگر اعمال و ارکان میں تحرک ہے، جب و جوش ہے یک رنگ ویک لباس ہو جانا ہے۔ایک ساتھ عرفات کی طرف جا نا ہے،ایک ساتھ اورمخصوص مدت میں وہاں پرٹھہرنا ہے۔ شام کوایک ساتھ وہاں سے واپس مزدلفہ کی کے لئے نکلنا ہے جہاں سے شیطان کو مارنے کے لئے کنکریاں جمع کی جاتی ہیں۔ جن کوجمع کرنے والوں کے دلوں میں اگر وہ خلوص اور پاکیزگی ہو اور وہ اعتماد اورتوکل ہو جوحضرت عبدالمطلب کے اندر تھا تو وہ کنکریاں ''حجارۃ من سجّیل'' ۹؎ کا مصداق بن کر ، کعبۂ امت اسلامی پر چڑھائی کرنے والے ہر دور کے ابرہہ کے لشکر کو ''عصف

ماکول" ۱۰ میں تبدیل کرسکتی ہیں۔

اگر صرف ایک بار، اور ایک سال دنیا کے مسلمان، وجوب حج کے فلسفہ اور حکمت کو درک کر کے حج بجالائیں، ایک ایسا حج کہ جس کا مقصد، اس فخر ابراہیمؑ کی آواز پر لبیک کہہ کر حج کے تمام اعمال میں وہ روح پھونکنا ہو کہ جو خداوند متعال کی مرضی ہے ایک ایسا حج کہ جس کے ذریعے اسلام کی طاقت، شان وشوکت اور قدرت کا مظاہرہ دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔

ایک ایسا حج کہ جس کے ذریعے دنیا کو یہ باور کرایا جائے کہ یہ کائنات اللہ کی ہے اور اس دنیا میں زندگی بسر کرنے والے انسان اللہ کی مخلوق ہیں، اور روئے زمین پر طاقت و قدرت کے تمام ذخائر اللہ کے پیدا کردہ ہیں۔ تو اللہ کے علاوہ ان سب پر حکومت کرنے کا حق کس کو ہے اور کس نے انھیں یہ حق دیا ہے؟! ایک ایسا حج جس میں عرفات میں، منیٰ میں، مزدلفہ میں، مسجد الحرام میں اور مکہ کی سرزمین پر اور مدینۃ الرسول ﷺ میں تمام مسلمان مل کر یہ طے کریں کہ وہ روئے زمین پر اللہ کی حکومت کے استقرار کے لئے متحد ہو کر کام کریں گے اور صرف قرآن کریم اور سیرت رسولؐ و اہلبیت رسول ﷺ کو الٰہی حکومت کے منشور کے طور پر تسلیم کریں گے اور دنیا کو تسلیم کروائیں گے۔ اس لئے کہ راستے سے بھٹکے ہوئے انسانوں کی ہدایت کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

ایک ایسا حج کہ جس میں بیت المقدس کی غاصب صہیونی حکومت کو یہ کہہ دیا جائے کہ وہ اسلامی سرزمینوں کو چھوڑ کر جہاں سے آئے ہیں وہیں واپس لوٹ جائیں ورنہ سارے مسلمان مل کر فتح مکہ کی تاریخ ایک بار پھر دہرائیں گے۔ اسلام میں بس ایسا ہی حج عبادت ہے جو حضرت ولی عصر علیہ السلام کی موجودگی میں ان کی قیادت میں ہو اور ان کی غیبت کے زمانے میں ان کے نائب برحق، ولی امر مسلمین کی نگرانی میں انجام پائے تاکہ ہر سال کا حج ایک نئے مقصد کی تکمیل اور نئی جہت تک پہونچنے کے لئے ہو۔ ورنہ حج سے صرف تھکاوٹ اور وقت کی تضیع کے علاوہ اور کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔ خدا وہ دن قریب لائے کہ جب مسلمان ایسا حج کر کے حقیقی عبادت کا ثواب حاصل کر سکیں۔ آمین

حوالے:

۱۔ سورۂ آل عمران، آیت ۱۹

۲۔ سورۂ آل عمران، آیت ۸۵

۳۔سورۂ حج ،آیت ۲۷

۴۔سورۂ آل عمران،آیت ۹۷

۵۔سورۂ الذاریات،آیت ۵۶

۶۔اصول کافی ،کتاب العقل والجہل

۷۔سورۂ اسراء،آیت ۴۴

۸۔دعائے کمیل

۹۔سورۂ فیل،آیت ۴

۱۰۔سورۂ فیل ،آیت ۵